بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات مفتیان کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہونگے۔

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے، کہ اہل علم وافتاء کو عصر حاضر کے قابل غور مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ حرمت مصاہرت کا درپیش ہے۔

حنفیہ کے قول کے مطابق غیر مباح وطی اور دواعی وطی کے ذریعے سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے فتویٰ پر عمل کرنے میں آج کل معاشرے میں شدید مشکلات پیش آتی ہیں، اسلئے اس مسئلے میں دفع حرج کیلئے گنجائش کی صورت نکالنی چاہیے، کیونکہ ایک طرف تو لوگوں کی ایمان کی یہ حالت ہے کہ تین طلاقیں واقع ہونے کے بعد (جس میں شرعی حلالہ کی صورت میں حلت کی شکل موجود ہوتی ہے) ائمہ اربعہ کی مخالفت کرتے ہوئے بیوی اور بچوں کی خاطر ایک وقت کی تین طلاقوں کے بعد بھی میاں بیوی کی طرح زندگی گذارتے رہتے ہیں یا پھر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ لے کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات تو مسلک چھوڑنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے، جبکہ حرمت مصاہرت کا مسئلہ تو جمہور کے مابین تین طلاقوں کی طرح اجماعی بھی نہیں ہے بلکہ مختلف فیہ ہے لیکن فقہ حنفی کی رو سے حرمت مصاہرت کے حکم کا معاملہ طلاقِ ثلاث سے بھی زیادہ سخت ہے یعنی اس میں حلت کی کوئی صورت نہیں رہتی بلکہ حرمتِ مؤبدہ ثابت ہو جاتی ہے خواہ کسی سے لاعلمی کی وجہ سے یا غلط فہمی کی بنیاد پر اس طرح کی غلطی سرزد ہوئی ہو، جبکہ فقہاء کرام نے مجتہد فیہ مسائل میں کمزور ایمان والے عوام کیلئے بطورِ خاص تخفیف وتیسیر کا حکم بیان کیا ہے (1)

ان حالات میں بعض افراد خصوصا جن سے خطاء یا لاعلمی کی حالت میں بعض ایسے امور سرزد ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے حنفیہ کے نزدیک عورت میں حرمت مؤبدہ کا حکم ہو جاتا ہے، حرمت کے فتویٰ پر عمل کرنا اور کرانا آسان کام نہیں ہوتا۔

اولاً تو بعض اوقات حرمت کی وجہ ظاہر کرنا ہی معاشرے میں ایک مشکل کام ہوتا ہے، کیونکہ اس طرح کی وجہ دوسروں کو بتلانا ایک فتنہ وفساد برپا ہونے کا سبب بنتا ہے اور اگر اصل وجہ ظاہر نہ کی جائے تو علیحدگی کی کوئی اور معقول وجہ بھی جو دوسروں کے لئے اطمینان کا باعث ہو ظاہر کرنا مشکل ہوتا ہے۔

1: واستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلا(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (2 / 171)

بعض علاقوں میں صورت حال یہ ہے کہ طلاق یا تفریق کی وجہ کوئی بھی ہو، یہ معاملہ نہایت سنگین نتائج کا حامل ہوتا ہے ،جو لڑائی جھگڑے، قتل وقتال کی شکل بھی اختیار کرلیتا ہے ورنہ زندگی بھر کیلئے عداوت ودشمنی میں تو کوئی شبہ بھی نہیں ہوتا، خاص طور پر جبکہ بال بچے بھی ہوچکے ہوں اور مرد وعورت عمر رسیدہ ہوں، اور ایک دوسرے کے علاوہ کوئی سہارا بھی نہ ہو، میاں بیوی کے درمیان تفریق میں سخت حرج لاحق ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے عوام کے سامنے جب اس طرح کا حکم پیش کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ لاعلمی اور غلطی کی وجہ سے انسان کی بیوی کا ہمیشہ کیلئے حرام ہو جانا، اور بنے بنائے گھر اور خاندان کا آناً فاناً اُجڑ جانا سمجھ سے بالاتر ہے، اس کے بعد حلال ہونے کی کوئی بھی صورت نہ رہے یہ اور بھی حیران کن ہے، اور خاص کر جب میاں بیوی شرعی پابندیوں کے ساتھ زندگی گذار رہے ہوں، اور خطاء ان میں سے کسی سے سرزد نہ ہو، بلکہ کسی اور کیطرف سے اس طرح کی حرکت کا صدور ہوا ہو مثلاً کسی عورت کے سسر نے اپنی بہو کی شرمگاہ کے اندر والے حصے کو کسی طرح چھپ کر شہوت کیساتھ دیکھ لیا یا ساس نے اپنی داماد کی شرمگاہ کو شہوت کیساتھ دیکھ لیا، ایسی صورت میں مذکورہ عورت کے اپنے شوہر یا مذکورہ داماد کے اپنی بیوی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جانے کا مسئلہ سب سے زیادہ حیران کن ہے، تو ایسی صورت میں اس کو مطمئن کرنا بلکہ مسلک پر قائم رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

اس طرح کی کئی وجوہات کی بنا پر اور مختلف جہات سے حرمت مصاہرت کے مسئلہ پر از سر نو غور کرنا اور پیش آمدہ مشکلات کا فقہی تناظر میں حل نکالنا وقت کی اہم ضرورت ہے، کیونکہ بعض تصریحات کے مطابق، بعض شرائط کے ساتھ ،ضرورت پڑنے پر اور دفع حرج کے لیے، مذہب حنفی میں دوسرے مذہب کے قول پر فتوی دینے کی گنجائش بھی دی گئی ہے ، قطع نظر اس سے کہ دلائل کس جانب قوی ہیں، اور کس جانب ضعیف ہیں، اس لیے وقت کے فقہائے کرام کو حالات زمانہ کے درپیش فروعی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ "حرمت مصاہرت" کا ہے جس کا حل نکالنا وقت کی اشد ضرورت ہے، جیسا کہ آدھی صدی پہلے زوجہ مفقود وغیرہ کے بارے میں حضرات حنفیہ نے حالات زمانہ اور اس میں پیدا ہونے والے مشکلات کو دیکھتے ہوئے مالکیہ کے قول پر فتوی دے دیا(2)۔

---

2 وظاهره ترجيح التيسير على قوة الدليل. الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (4 / 540)

المراد بعموم البلوى : الحالة أو الحادثة التي تشمل كثيرا من الناس ويتعذر الاحتراز عنها وعبر عنه بعض الفقهاء بالضرورة العامة وبعضهم بالضرورة الماسة ، أو حاجة الناس

وفسره الأصوليون بما تمس الحاجة إليه في عموم الأحوال الموسوعة الفقهية الكويتية - (31 / 7)

لہذا "حرمت مصاہرت" کے مسئلہ میں بھی تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ایک متفقہ حل نکالا جائے، جس میں مبتلا ہر شخص کیلیے اور اہل علم حضرات (خصوصا دار الافتاء) والوں کیلیے ایک متفقہ قول پر فتوی دینے میں آسانی ہو جائے گی۔

واقعۃً ہمارے پاس اس قسم کے مسائل بہت آتے ہیں، اب مذکورہ بالا تمام مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں کیا حل نکالنا چاہیے، اس مسئلے میں مذہب غیر پر فتویٰ دینے کی کوئی گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

چنانچہ مسئلہ مذکورہ کے متعلق علامہ وھبۃ الزحیلی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اپنے فتاویٰ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں رجحان اسی طرف ہے۔

وبالنظر في أدلة الفريقين، وبمعرفة ضعف أدلة الفريق الأول، يتبين لنا ترجيح رأي الفريق الثاني، تمييزاً بين الحلال المشروع والحرام المحظور. الفقه الإسلامي وأدلته-أ. د. وهبة الزحيلي - (9 / 126، ط، رشیدیہ)

اس کے علاوہ بھی حضرت مولانا محمد زاہد صاحب زید مجدہٗ (جامعہ امدادیہ فیصل آباد) کی ایک تفصیلی رسالہ اور اہل علم حضرات کی آراء حضرت مولانا مفتی رضوان صاحب دامت برکاتہم نے اپنے ایک رسالہ "المشاکل الحاضرۃ فی حرمۃ المصاھرۃ" میں ذکر فرمائے ہیں، جن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ (کراچی)، مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب مرحوم (اسلام آباد)، مولانا مفتی ریاض محمد صاحب زید مجدہٗ (راولپنڈی)، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہٗ (نوشہرہ)، مولانا مفتی زکریا اشرف صاحب زید مجدہٗ (اسلام آباد)، مولانا مفتی محمد رفیق صاحب زید مجدہٗ (لاہور) مولانا محمد حنیف خالد صاحب زید مجدہٗ (کراچی)، مولانا مفتی منظور احمد صاحب زید مجدہٗ (راولپنڈی)، مولانا مفتی محمد عالمگیر صاحب زید مجدہٗ (فیصل آباد)، مولانا مفتی محمد امجد حسین صاحب زید مجدہٗ (راولپنڈی) شامل ہیں۔

ازدار الافتاء مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام

زونگی رام روڈ کوئٹہ

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراتشی ۵ باکستان

مفتی محمد اسماعیل

0313-1808897

فتویٰ نمبر: ۴۰۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الجواب حامداً ومصلیا"

انسانوں کے درمیان تعلقات اور محرم رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک نسب اور خون کے رشتے، اور دوسرے سسرالی رشتے، اس سسرالی رشتے کو" مصاہرت" کہتے ہیں جیسے سسر، ساس، اور ان کے اصول یعنی ان کا پدری اور مادری سلسلہ، اور بیوی کی بیٹی، شوہر کا بیٹا وغیرہ، ان رشتہ داروں سے حرمت کو "حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے، اسلام نے نسب اور مصاہرت دونوں قسم کے رشتوں کے احترام کا حکم دیا ہے، **ارشادِ باری تعالیٰ ہے:**

{ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا} [الفرقان: ٥٤]

ترجمہ:" اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو بنایا اور پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا"۔

اور اللہ پاک نے یہ تذکرہ احسان گنوانے کی جگہ پر کیا ہے جو ان رشتوں کی عظمت اور قابلِ احترام ہونے کی دلیل ہے۔

حرمت مصاہرت جس طرح نکاح سے ثابت ہو جاتی ہے اسی طرح زنا سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، یہی احناف، حنابلہ، اور ایک روایت کے مطابق امام مالک کا مسلک ہے اور احناف کے نزدیک شرائط معتبرہ کے ساتھ دواعی زنا (شہوت کے ساتھ چھونے اور دیکھنے) سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، یہی مسلک بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کبار تابعین رحمہم اللہ کا ہے، اور دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے مؤید و مبرہن اور نہایت ہی احوط ہے۔

لہذا اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرلے، یا اس سے وطی کرلے خواہ نکاح صحیح کے بعد، یا نکاح فاسد کے بعد، یا زنا کرے، یا اس عورت کو شہوت کے ساتھ کسی حائل کے بغیر چھولے یا شہوت کے ساتھ اس کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھ لے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، یعنی اس عورت کے اصول وفروع، مرد پر حرام ہو جائیں گے اور اس مرد کے اصول وفروع، عورت پر حرام ہو جائیں گے۔ ملاحظہ ہو:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا} [النساء: ٢٢]

ترجمہ:

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گزر گئی (گزر گئی) بیشک یہ (عقلا بھی) بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے۔ اور (شرعا بھی) بہت برا طریقہ ہے (بیان القرآن)

(جاری ہے)۔۔

اور نکاح سے مراد یہاں وطی یعنی ہمبستری کرنا ہے خواہ وہ وطی حلال ہو یا حرام ہو، اس لیے کہ نکاح کا حقیقی معنی "وطی" کا ہے اور "عقدِ نکاح" اس کا مجازی معنی ہے، لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جس عورت سے باپ نے وطی کی ہو بیٹا اس سے نکاح نہیں کر سکتا، جیسا کہ امام ابو بکر جصاص رازیؒ تحریر فرماتے ہیں:

فثبت بذلك أن اسم النكاح حقيقة للوطء مجاز في العقد فوجب إذا كان هذا على ما وصفنا أن يحمل قوله تعالى ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء على الوطء فاقتضى ذلك تحريم من وطئها أبوه من النساء عليه لأنه لما ثبت أن النكاح اسم للوطء لم يختص ذلك بالمباح منه دون المحظور كالضرب والقتل والوطء نفسه لا يختص عند الإطلاق بالمباح منه

(أحکام القرآن للجصاص (۳/۵۱) سورۂ نساء، آیت:۲۲، ط: داراحیاء التراث العربی)

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا} [الإسراء: ٣٢]

ترجمہ:

اور زنا کے پاس بھی مت بھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے۔ یعنی اس کے مبادی و مقدمات سے بھی بچو۔ (بیان القرآن)

ابو الحسن الطبری الشافعی (متوفی ۵۰۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زنا اور دواعیٔ زنا سے منع کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ "فاحشة" یعنی بے حیائی ہے، اور جہاں اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کی حرمت بیان کی وہاں بھی یہی وجہ ذکر کی کہ یہ بے حیائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں حرمت میں برابر ہیں۔

قوله تعالى: (وَلا تَقْرَبُوا الزِّنى إِنَّهُ كانَ فاحِشَةً) ، الآية/ ٣٢.يدل على تحريم الزنا، وهو الذي تعرى عن نكاح وعن شبهة نكاح.ووصف الله تعالى نكاح امرأة الأب بما وصف الزنا به، فقال تعالى:(وَلا تَنْكِحُوا ما نَكَحَ آباؤُكُمْ مِنَ النِّساءِ إِلَّا ما قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كانَ فاحِشَةً وَمَقْتاً وَساءَ سَبِيلًا) وذلك يدل على مساواته في التحريم، وبينا ما يعترض به عليه.

(أحکام القرآن لباالکیا الهراسي الشافعي (۴/۲۵۸)، ط: دار الکتب العلمیہ)

ابو ہانیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی۔

عن حجاج، عن أبي هانئ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من نظر إلى فرج امرأة، لم تحل له أمها، ولا ابنتها»

(مصنف ابن أبي شیبۃ (۳/۴۸۰) کتاب النکاح، باب الرجل یقع علی أم امرأته أو ابنة امرأته ماحال امرأته، برقم: ۱۶۲۳۵، ط: مکتبۃ الرشد، ریاض)

(جاری ہے)۔۔

آیک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کر چکا ہوں کیا میں اب اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں اس کو جائز نہیں سمجھتا اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ تو ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بیٹی کے جسم کے ان حصوں کو تو دیکھ چکا ہے جو حصے تو بیوی کے دیکھے گا۔

عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن أم الحكم، أنه قال: قال رجل: يا رسول الله، إني زنيت بامرأة في الجاهلية وابنتها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: " لا أرى ذلك، ولا يصلح ذلك: أن تنكح امرأة تطلع من ابنتها على ما اطلعت عليه منها "

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٧/ ٢٠١) كتاب الطلاق، باب الرجل يزني بأخت امرأته، برقم: ١٢٧٨٤، ط: المجلس العلمي، ہند)

آیک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کے بارے میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی ہے۔

عن قتادة، عن عمران بن حصين في «الذي يزني بأم امرأته، قد حرمتا عليه جميعا»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٧/ ٢٠٠) كتاب الطلاق، باب الرجل يزني بأم امرأته، وابنتها، وأختها، برقم: ١٢٧٧٦، ط: المجلس العلمي، ہند)

آسی طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی عورت کی شرمگاہ دیکھے اور اسی کی بیٹی کی بھی شرمگاہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف (ناراضگی کی وجہ) سے نہیں دیکھیں گے۔

عن علقمة، عن عبد الله، قال: «لا ينظر الله إلى رجل نظر إلى فرج امرأة وابنتها»

(مصنف ابن أبي شيبة (٣/ ٤٨٠) كتاب النكاح، باب الرجل يقع على أم امرأته أو ابنة امرأته ما حال امرأته، برقم: ١٦٢٣٤، ط: مكتبة الرشد، رياض)

آس کے علاوہ دیگر آثار صحابہ و تابعین سے اس کی تائید ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

موطأ مالک میں ہے:

حدثني يحيى، عن مالك أنه بلغه، أن عمر بن الخطاب: وهب لابنه جارية، فقال: «لا تمسها، فإني قد كشفتها»، وحدثني عن مالك، عن عبد الرحمن بن المجبر، أنه قال: وهب سالم بن عبد الله لابنه جارية، فقال: «لا تقربها فإني قد أردتها فلم أنشط إليها» وحدثني عن مالك، عن يحيى بن سعيد، أن أبا نهشل بن الأسود قال للقاسم بن محمد: " إني رأيت جارية لي منكشفا عنها، وهي في القمر فجلست منها مجلس الرجل من امرأته، فقالت: إني حائض فقمت، فلم أقربها بعد، أفأهبها لابني يطؤها؟ فنهاه القاسم عن ذلك

(موطأ مالک (٢/ ٥٣٩) كتاب النكاح، باب النهي عن أن يصيب الرجل أمة كانت لأبيه، ط: دار احياء التراث العربي، بيروت لبنان)

مصنف ابن أبي شيبہ میں ہے:

عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: «إذا قبلها أو لمسها أو نظر إلى فرجها حرمت عليه ابنتها»

(مصنف ابن أبي شيبة (٤/ ١٠) كتاب النكاح، باب ما قالوا في الرجل يقبل المرأة، تحل له ابنتها، الخ، برقم: ١٧٢٦٦، ط: مكتبة الرشد، رياض)

(جاری ہے)۔۔

مصنف عبد الرزاق میں ہے:

عن معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه قال: «إذا نظر الرجل في فرج امرأة من شهوة لا تحل لابنه ولا لأبيه» --- عن أبي حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم قال: «إذا قبل الرجل المرأة من شهوة، أو مسها، أو نظر إلى فرجها لم تحل لأبيه، ولا لابنه»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٦/٢٧٨) كتاب النكاح، باب: وربائبكم، برقم: ١٠٨٣١، ط: المجلس العلمي، هند)

وفيه ايضا:

أخبرنا ابن جريج قال: سمعت عطاء يقول: «إن زنى بأم امرأته أو ابنتها، حرمتا عليه جميعا»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٧/١٩٨) كتاب الطلاق، باب الرجل يزني بأم امرأته، وابنتها، وأختها، برقم: ١٢٧٦٢، ط: المجلس العلمي، هند)

وفيه ايضا:

عن الشعبي، وعن عمرو، عن الحسن قالا: «إذا زنى الرجل بأم امرأته أو ابنة امرأته، حرمتا عليه جميعا»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٧/١٩٨) كتاب الطلاق، باب الرجل يزني بأم امرأته، وابنتها، وأختها، برقم: ١٢٧٦٣، ط: المجلس العلمي، هند)

مصنف ابن أبي شيبه میں ہے:

عن إبراهيم، وعامر، في رجل وقع على ابنة امرأته قالا: «حرمتا عليه كلاهما» وقال إبراهيم: «وكانوا يقولون إذا اطلع الرجل على المرأة، على ما لا تحل له، أو لمسها لشهوة، فقد حرمتا عليه جميعا»

(مصنف ابن أبي شيبة (٣/٤٨١) كتاب النكاح، باب الرجل يقع على أم امرأته أو ابنة امرأته ما حال امرأته، برقم: ١٦٢٣٦، ط: مكتبة الرشد، رياض)

وفيه ايضا:

عن مغيرة، عن إبراهيم، قال: «إذا قبل الأمة لم تحل له ابنتها، وإذا قبل ابنتها لم تحل له أمها»

(مصنف ابن أبي شيبة (٤/١١) كتاب النكاح، باب ما قالوا في الرجل يقبل المرأة، تحل له ابنتها، الخ، برقم: ١٧٢٦٧، ط: مكتبة الرشد، رياض)

المبسوط للسرخسي میں ہے:

فنقول كما ثبتت حرمة المصاهرة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل عن شهوة عندنا سواء كان في الملك أو في غير الملك، وعند الشافعي - رحمه الله تعالى - لا تثبت الحرمة بالتقبيل والمس عن شهوة أصلا في الملك أو في غير الملك حتى إنه لو قبل أمته، ثم أراد أن يتزوج ابنتها عنده يجوز. وكذلك لو تزوج امرأة وقبلها بشهوة، ثم ماتت عنده يجوز له أن يتزوج ابنتها بناء على أصله أن حرمة المصاهرة تثبت بما يؤثر في إثبات النسب والعدة، وليس للمس والتقبيل عن شهوة تأثير في إثبات النسب والعدة، فكذلك

(جاری ہے)--

في إثبات الحرمة وقاس بالنكاح الفاسد فإن التقبيل والمس فيه لا يجعل كالدخول في إيجاب المهر والعدة، وكذلك في إيجاب الحل للزوج الأول، فكذا هنا، ولكنا نستدل بآثار الصحابة – رضي الله عنهم –، فقد روي عن ابن عمر – رضي الله عنه – أنه قال: إذا جامع الرجل المرأة أو قبلها بشهوة أو لمسها بشهوة أو نظر إلى فرجها بشهوة حرمت على أبيه وابنه وحرمت عليه أمها وابنتها. وعن مسروق – رحمه الله تعالى – قال: بيعوا جاريتي هذه أما إني لم أصب منها ما يحرمها على ولدي من المس والقبلة، ولأن المس والتقبيل سبب يتوصل به إلى الوطء فإنه من دواعيه ومقدماته فيقام مقامه في إثبات الحرمة كما أن النكاح الذي هو سبب الوطء شرعا يقام مقامه في إثبات الحرمة إلا فيما استثناه الشرع وهي الربيبة، وهذا لأن الحرمة تنبني الأحكام كما تقام شبهة البعضية بسبب الرضاع مقام حقيقة البعضية في إثبات الحرمة دون سائر الأحكام، ولو نظر إلى فرجها بشهوة تثبت به الحرمة عندنا استحسانا، وفي القياس لا تثبت، وهو قول ابن أبي ليلى والشافعي – رحمهما الله تعالى – لأن النظر كالتفكر؛ إذ هو غير متصل بها.

(المبسوط للسرخسي (۴/ ۲۰۷) کتاب النکاح، ط: دار المعرفہ، بیروت)

فتح القدیر میں ہے:

وبقولنا قال مالك في رواية وأحمد خلافا للشافعي ومالك في أخرى، وقولنا قول عمر وابن مسعود وابن عباس في الأصح وعمران بن الحصين وجابر وأبي وعائشة وجمهور التابعين كالبصري والشعبي والنخعي والأوزاعي وطاوس وعطاء ومجاهد وسعيد بن المسيب وسليمان بن يسار وحماد والثوري وإسحاق بن راهويه.

(فتح القدیر للکمال ابن الھمام (۳/ ۲۱۹) کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ط: دار الفکر)

فتاوی شامی میں ہے:

(قوله: مصاهرة) كفروع نسائه المدخول بهن، وإن نزلن، وأمهات الزوجات وجداتهن بعقد صحيح، وإن علون، وإن لم يدخل بالزوجات وتحرم موطوءات آبائه وأجداده، وإن علوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح، وموطوءات أبنائه وآباء أولاده، وإن سفلوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح فتح، وكذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أو فروعه أو من قبل أو لمس أصولهن أو فروعهن

(حاشیہ ابن عابدین (۳/ ۲۸)، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط: سعید)

قرآن وسنت اور فقہاء کرام کی عبارت سے ثابت ہوا کہ حرمت مصاہرت نکاح، زنا، اور شہوت کے ساتھ چھونے اور شہوت کے ساتھ شرمگاہ کے داخلی حصے کو دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہے، حرمت مصاہرت کے ان چار اسباب میں سے بعض، ائمہ متبوعین کے

(جاری ہے)۔۔

درمیان متفق علیہ ہیں اور بعض مختلف فیہ ہیں، (۱) **نکاح صحیح:** اس کے بعد بالاتفاق حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ (۲) **وطی:** نکاح صحیح کے بعد وطی سے بالاتفاق حرمت ثابت ہو جاتی ہے، نکاح فاسد وباطل کے بعد وطی سے بھی بالاتفاق حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اور زنا یعنی نکاح کے عقد کے بغیر کسی عورت سے وطی کی تو اس سے بھی احناف اور حنابلہ کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، ایک روایت مالکیہ کی بھی اسی طرح ہے، اور شوافع اور مالکیہ کے معتمد قول کے مطابق زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (۳، ۴) **لمس و نظر:** شہوت کے ساتھ چھونے اور شہوت کے ساتھ شرمگاہ کے داخلی حصے کو دیکھنے سے احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

گویا عقد نکاح کے علاوہ دیگر اسباب کے ذریعے حرمت مصاہرت کا ثبوت مجتہد فیہ مسئلہ ہے، اب اس مجتہد فیہ مسئلہ میں کیا احناف کے مسلک پر عمل کرنا واقعتاً دشوار ہے؟ یا اس پر عمل کی صورت میں عوام الناس کو شدید مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور عموم بلوی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے؟ اور کیا ضرورت اس درجہ کی شدید ہے کہ اس مسئلہ میں مذہب غیر پر فتویٰ دیا جائے؟ تو ان تمام سوالات کے جوابات سے پہلے مناسب یہ ہے کہ یہ واضح ہونا چاہیے کہ احناف کے نزدیک مذکورہ اسباب کے ذریعے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت مطلقاً ہے یا اس کی کچھ شرائط بھی ہیں، اور ان تمام شرائط کی وضاحت کے بعد یہ معلوم کرنا آسان ہو گا کہ ضرورت کس حد تک ہے۔

لہٰذا حرمت مصاہرت کے تمام اسباب کی الگ الگ شرائط ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ نکاح صحیح یا نکاح فاسد وباطل کے بعد ہمبستری سے بالاتفاق حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اس کے لیے کچھ شرائط ہیں:

۱) وہ عورت جس سے صحبت کی گئی ہو وہ زندہ ہو۔

۲) موطؤہ محل شہوت ہو یا محل شہوت رہی ہو، محل شہوت کا مطلب یہ ہے کہ عورت ہمبستری کے قابل ہو اگرچہ وہ بالغ نہ ہوئی ہو، اس کی عمر کی تحدید کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ اس کی عمر کم از کم نو (۹) سال ہو، اور بوڑھی عورتیں بھی اس میں داخل ہیں۔

۳) مرد بھی بالغ ہو یا کم از کم مراہق ہو، راجح قول کے مطابق کم از کم اس کی عمر بارہ (۱۲) سال ہو۔

۴) وطی محل حرث میں ہو یعنی عورت کی اگلی شرمگاہ میں ہو۔

۲۔ مس یعنی چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱) مس بغیر حائل کے ہو یعنی درمیان میں کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو، یا درمیان میں حائل اس قدر باریک ہو کہ اس سے جسم کی حرارت پہنچتی ہو۔

۲) وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہوئے ہیں ان کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہو گی، بلکہ صرف ان بالوں کو چھونے سے حرمت ثابت ہو گی جو سر سے ملے ہوئے ہیں۔

۳) چھوتے وقت جانبین میں یا کسی ایک میں شہوت پیدا ہو، مرد کے لیے شہوت کا معیار یہ ہے کہ اس کے آلہ تناسل میں انتشار پیدا ہو جائے، اور اگر آلہ تناسل پہلے سے منتشر ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے، اور بیمار اور بوڑھے مرد جن کو

(جاری ہے)۔۔

اسی طرح

انتشار نہیں ہوتا اور عورتوں کے لیے شہوت کا معیار یہ ہے کہ دل میں ہیجان کی کیفیت پیدا ہو اور دل کو لذت حاصل ہو، اور دل کا ہیجان پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے۔

۴) شہوت چھونے کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اگر چھوتے وقت شہوت پیدا نہ ہو، اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے، اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

۵) شہوت تھمنے سے پہلے انزال نہ ہو گیا ہو، اگر انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

۶) عورت کی عمر کم از کم نو سال اور مرد کی عمر کم از کم بارہ سال ہو۔

۷) اگر چھونے والی عورت ہے اور وہ شہوت کا دعوی کرے یا چھونے والا مرد ہے اور وہ شہوت کا دعوی کرے تو شوہر کو اس خبر کے سچے ہونے کا غالب گمان ہو، اس لیے اس دعوی سے شوہر کا حق باطل ہوتا ہے، اس لیے صرف دعوی کافی نہیں بلکہ شوہر کو ظن غالب حاصل ہونا یا شرعی گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

۸) جس کو چھویا جا رہا ہو وہ زندہ ہو۔

۳۔ نظر یعنی دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱) عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو دیکھا ہو، جسے "فرج داخل" اور اردو میں "اندام نہانی" سے بھی تعبیر کرتے ہیں، اندرونی شرمگاہ کے علاوہ بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر دیکھنے والی عورت ہو تو مرد کے مخصوص عضو (آلہ تناسل) کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، اس کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

۲) شہوت دیکھنے کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اگر دیکھتے وقت شہوت پیدا نہ ہو، اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے، اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

۳) شہوت صرف دیکھنے والے میں ضروری ہے، جس کی طرف دیکھا ہے اس کی شہوت کا اعتبار نہیں ہے۔

۴) شہوت تھمنے سے پہلے انزال نہ ہو گیا ہو۔

۵) عورت کی عمر کم از کم نو سال اور مرد کی عمر کم از کم بارہ سال ہو۔

۶) جس کو دیکھا جا رہا ہو وہ زندہ ہو۔

۷) بعینہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو دیکھا ہو، اگر اس کا عکس پانی میں یا آئینہ میں دیکھا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

ایک اور اہم شرط چھونے اور دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لیے مشترک یہ ہے کہ شہوت اسی کے لیے پیدا ہوئی ہو یعنی شہوت کا ہدف وہی مرد یا عورت ہو، اگر شہوت پہلے سے تھی اور اسی حالت میں اس نے صنف مخالف کو ہاتھ لگایا یا اس کی شرمگاہ کو دیکھا اور اس سے شہوت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

(جاری ہے)۔۔

حاصل یہ ہے کہ حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لیے حنفیہ کے نزدیک مندرجہ بالا شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر یہ شرطیں نہیں پائی جائیں گی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

اب اگر ان شرائط پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ احناف مصاہرت کے باب میں زیادہ محتاط ہیں تاکہ فتنہ وفساد برپا نہ ہو اور معاشرہ پاک وصاف ہو، عام طور پر روز مرہ کے جن مسائل کا حوالہ دے کر مذہب حنفی سے عدول کرنے کا کہا جاتا ہے تو اکثر وبیشتر ان میں یہ تمام شرائط پوری نہیں ہوتیں، اور جہاں حرمت مصاہرت کی شرائط پوری ہو جاتی ہیں تو یہ عام طور پر وہاں ہوتا ہے جہاں مرد وزن کا اختلاط اور انتہائی درجہ کا بے تکلفانہ ماحول ہو، اور ایسی مغربی تہذیب سے متاثرہ افراد کی خود ساختہ ضرورت کی شرعاً کوئی حیثیت بھی نہیں، چہ جائے کہ اسے ضرورت شدیدہ یا اضطرار کا درجہ دیا جائے اور اس کے لیے رخصتیں تلاش کی جائیں۔

عموماً جن مسائل کا حوالہ دیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی تیسرے شخص نے میاں بیوی میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ دیکھا، مثلاً سسر نے اپنی بہو کو دیکھ لیا تو جس طرح پیچھے شرائط میں ذکر ہوا کہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت تب ثابت ہوگی جب فرجِ داخل میں دیکھا ہو اور دیکھنے کی دیگر شرائط بھی پائی جائیں اور یہ عام حالات میں ہوتا نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ عورت دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہو یا کوئی اور حالت ٹیک لگانے کی طرح ہو، اس کے علاوہ اگر شرمگاہ کے خارجی حصہ کی طرف دیکھا ہو تب بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور اس کا تحقق ہمارے معاشرے میں کس حد تک ہے اور کس درجہ کا اس میں ابتلاء ہے، یہ کسی ذی شعور پر مخفی نہیں، لہذا اسے ضرورت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

ایک اور مسئلہ جس کا عام طور پر حوالہ دیا جاتا ہے کہ باپ نے غلطی سے بیٹی کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگالیا، تو اس کے بارے میں یہ تفصیل شرائط میں گزری ہے، ایک تو یہ کہ وہ مس بلا حائل ہو، پھر دوسری بات یہ کہ اسی وقت شہوت پیدا ہوئی ہو، بعد کی شہوت کا اعتبار نہیں ہے، اور ایک یہ کہ شہوت کا ہدف وہی ہو، اگر پہلے سے شہوت موجود ہو اس دوران ہاتھ لگایا اور شہوت میں مزید اضافہ نہ ہو تب بھی حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی، اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عمومی طور پر غلطی سے یہ واقعہ ہونے میں یہ سب شرائط پایا جانا ایک مشکل امر ہے، اور جہاں یہ سب پایا جائے وہ اکا دکا واقعات ہیں جنہیں اجتماعی ضرورت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، اسی طرح باقی واقعات کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

ایک شبہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر باپ بیٹے میں لڑائی جھگڑا ہو اور باپ نے چاہا کہ بیٹے کا گھر خراب کر دوں، اور اس نے اپنی بہو کو شہوت سے چھولیا یا اس کا دعوی کر دیا، اسی طرح اگر بیوی شوہر سے جان چھڑانا چاہتی ہے اس کے لیے وہ سسر کو شہوت سے چھولے یا اس کا دعوی کر دے تو اس سے وہ اپنا مقصد حاصل کر لیں گے، اس سے تو معاشرہ میں بڑی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی تو اس شبہ کا جواب حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب دامت برکاتھم العالیہ یہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ اس لیے پیدا ہوا ہے کہ معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا گیا،

اولاً: تو اس قسم کے باپ یا بیویاں ہوتی کتنی ہیں؟

(جاری ہے)۔۔

ثانیا: جب وہ دعوی کریں گے کہ میں نے اپنی بہو کو شہوت سے چھویا ہے یا اپنی خسر کو شہوت سے چھویا ہے تو اس سے معاشرہ میں جو رسوائی ہو گی وہ ظاہر ہے،

ثالثاً: ان کے دعوے پر شوہر کو صدق کا ظن غالب ہونا بھی تو ضروری ہے، محض ان کے دعویٰ سے حرمت کا ثبوت نہ ہو گا، اور جب شوہر جانتا ہے کہ باپ میرا دشمن ہے یا بیوی مکار ہے تو اس کو جلد تصدیق حاصل ہونا بھی مشکل ہے۔

رابعاً: متارکت کے بغیر عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، اگر عورت شوہر کے ساتھ چال چلی ہے شوہر اس کو متارکت کے باب میں کافی سزا دے سکتا ہے، لہذا جب عورت کو معلوم ہو گا کہ میری اس حرکت پر شوہر متارکت ہی نہیں کرے گا اور مجھے زندگی بھر معلق رہنا ہو گا تو وہ ہرگز چھوٹنے کے لیے یہ شکل اختیار نہیں کرے گی۔

(حرمت مصاہرت، (ص:۷۹) ط: ادارۃ القرآن)

نیز مصاہرت کے مسئلہ کو مفقود کے مسئلہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے، مفقود کے مسئلہ میں مسلکِ حنفی پر عمل میں شدید مشکلات اور بڑا حرج تھا، اس لیے کہ مفقود کے مسئلہ میں حنفی مسلک میں عورت کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے وہ نوے سال تک انتظار کرے، ظاہر ہے کہ نوّے سال انتظار کرنا، اس دوران نان ونفقہ کا بندوبست کرنا، اور عفت وپاکدامنی کے ساتھ زندگی گزارنا ایک مشکل ترین امر ہے، جب کہ مصاہرت کے مسئلہ میں ایسا نہیں ہے، بلکہ یہاں عورت علیحدگی کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، نیز مفقود کا معاملہ گویا ایک آسمانی آفت ہے، اس میں عورت کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ بسا اوقات مرد کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، جب کہ حرمت مصاہرت میں عموماً خود اپنے فعل سے اس طرح کا واقعہ رونما ہوتا ہے اور جہاں اپنا فعل نہ بھی ہو تب بھی حنفیہ نے مصاہرت کی جو شرائط لگائی ہیں اس کے مطابق حرمت اسی وقت ثابت ہو گی جہاں مرد یا عورت کی اپنی بے احتیاطی ہو۔

نیز بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں دوسری شادی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، یہاں برصغیر میں شادی شدہ، بچوں والی عورت کو لوگ قبول نہیں کرتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک احتمالی بات ہے، اب بھی ہمارے معاشرے میں اس طرح کئی نکاح ہوتے ہیں، پھر نصف صدی پہلے ہی کی تو بات ہے ملک کے تمام علماء کرام نے مفقود کے بارے مذہب غیر پر فتوی دیا، اس وقت کسی نے بھی مصاہرت کے باب میں ایسا کوئی فتوی نہیں دیا، حالانکہ یہ عذر اس وقت بھی موجود تھا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر یوں مصاہرت کے باب میں مذہبِ غیر پر عمل کا عمومی فتوی دے دیا جائے تو بے حیائی اور بے راہ روی کا ایک دروازہ کھل جائے گا اور یہ گویا غیر اقوام کی تہذیب سے متاثرہ اذہان کو کھلی چھوٹ دے دینے کے مترادف ہے، اس سے معاشرہ میں مزید مفاسد جنم لیں گے، اب تو پھر بھی حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کے خوف سے لوگ اس قبیح فعل سے بچتے ہیں، جب اس طرح کی رخصت انہیں نظر آئے گی تو پھر اس طرح کے فعل پر وہ جری ہو جائیں گے، یہ برائی اور خرابی

(جاری ہے)۔۔

اِکّا دُکّا مواقع پر حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مفاسد سے کہیں بڑھ کر ہے، اور یوں پھر ہر مسئلہ میں لوگوں کی خود ساختہ ضرورتوں کو لحاظ رکھتے ہوئے گنجائش کے راستے نکالے جائیں تو شریعت ایک کھیل بن کر رہ جائے گی جس کی کسی صورت میں اجازت نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ اسی طرح کے ایک مسئلہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"(سوال ۲۴۷): ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کرلیا، اس شخص کو اپنے فعل پر از حد ندامت ہے، لیکن حرمت مصاہرت کا مسئلہ اس کے لئے باعث تشویش بنا ہوا ہے کہ اب وہ کیا کرے، از روئے شرع اس کی بیوی اس پر حرام ہوچکی، اگر وہ اس صورت میں اپنے فعل کو بیوی سے چھپائے ہوئے طلاق دے کر جدا کرتا ہے تو طلاق دینے کی وجہ سے سسرال والوں کی طرف سے جان کا خطرہ ہے، سسرال والے دولت و قوت میں فائق ہونے کے ساتھ ساتھ غنڈے بھی ہیں، اس علاقہ کے تمام لوگ یہ بات جانتے ہیں اور ان لوگوں سے خائف رہتے ہیں، نیز اگر وہ شخص اپنے اس برے فعل کا اظہار کرتا ہے تو اس صورت میں بھی جان کا خطرہ ہے تو مذکورہ صورت میں اختلاف امتی رحمۃ کے پیش نظر امام شافعیؒ کے مسلک پر (کہ زنا سے حرمت مصاحرت ثابت نہیں ہوتی) عمل کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(الجواب): فتح القدیر میں ایک حدیث ہے: قال رجل یارسول اللّٰہ انی زینت با مرأۃ فی الجاھلیۃ افا نکح ابنتھا؟ قال: لا اری ذلک ولا یصلح ان تنکح امرأۃ تطلع من ابنتھا علی ماتطلع علیہ منھا الخ (فتح القدیر ج ۳ ص ۲۲۱ فصل فی بیان المحرمات تحت قولہ لا نھا نعمۃ) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی بیٹی اس پر حرام ہے، ہدایہ اولین میں ہے: ومن زنی با مرأۃ حرمت علیہ امھا وبنتھا (ایضاً ھدایہ اولین ص ۲۸۹)، فتاویٰ تاتار خانیہ میں ہے: حرمۃ الصھر تثبت بالعقد الجائز وبالوطی حلالا کان او حراماً او عن شبھۃ او زنا (الفتاویٰ تاتار خانیۃ ج ۲ ص ۶۱۸ الفصل السابع فی اسباب التحریم)، صورت مسئولہ میں ساس سے زنا کیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور بیوی اس پر حرام ہوگئی، اب شوہر بیوی کو طلاق دے کر علیٰحدہ کردے، مذکورہ صورت میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک چھوڑ کر امام شافعیؒ کا مسلک اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جہاں مسلمانوں کی کوئی شدید اجتماعی ضرورت داعی ہو (بالفاظ دیگر عموم بلویٰ ہو) تو ایسے موقع پر کسی خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے بشرطیکہ متبحر علماء اس کا فیصلہ کریں، انفرادی رائے کا کوئی اعتبار نہیں، انفرادی ضرورت کی وجہ سے مذہب غیر کو اختیار کرنے کی

(جاری ہے)۔۔

اجازت نہیں دی جاسکتی اور خاص کر عورت کی خاطر مذہب حق کو چھوڑنا بڑا خطرناک ہے اور اس سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، شامی میں ہے، ایک حنفی المسلک نے اہل حدیث (غیر مقلد) کی لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا، اس نے کہا اگر تو اپنا مذہب چھوڑ دے، یعنی امام کے پیچھے قراءت اور رفع یدین کرے تو پیغام منظور رہے اس حنفی المسلک نے شرط قبول کرلی اور نکاح ہو گیا، شیخ وقت امام ابو بکر جوزجانی رحمہ اللہ نے یہ سنا تو افسوس کیا اور فرمایا: النکاح جائز ولکن اخاف علیہ ان یذہب ایمانہ وقت النزع لانہ استخف بالمذہب الذی ھو حق عندہ وترکہ لاجل جیفۃ منتۃ، یعنی نکاح تو جائز ہے لیکن مجھے اس شخص کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے کہ اس نے ایک عورت کی خاطر اس مذہب کی توہین کی جسے وہ آج تک حق سمجھتا تھا۔ محض عورت کی خاطر اسے چھوڑ دیا (شامی ص ۲۶۳ ج ۳، باب التعزیر مطلب فیما اذا ارتحل الی مذہب غیرہ) مذکورہ صورت میں اختلاف امتی رحمۃ سے استدلال صحیح نہیں، جان کا خطرہ ہو تو وہ جگہ چھوڑ دے، لوگ معمولی باتوں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیتے ہیں، فقط واللہ اعلم بالصواب۔"

(فتاوی رحیمیہ (۲۱۱/۸) محرمات کا بیان، ط: دارالاشاعت)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کے باب میں مذہب غیر پر فتوی دینا جائز نہیں ہے، خواہ کسی بھی سبب سے حرمت ثابت ہو، اور نکاح سے پہلے حرمت ثابت ہو یا نکاح کے بعد ہو، بلکہ اس کا حل یہ ہے کہ علماء کرام و مفتیان کرام عوام الناس کے سامنے اس مسئلہ کو مزید اجاگر کریں اور انہیں اسلامی تہذیب سے آشنا کریں، اور اس بے حیائی و فحاشی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خرابیوں سے آگاہ کریں تاکہ معاشرہ ان برائیوں سے پاک صاف ہو۔

حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے:

الحنفية - قالوا: إن حرمة المصاهرة تثبت بواحد من الأمور الآتية وهي:- ١ - العقد الصحيح، - ٢ - الوطء الحلال، - ٣ - الوطء بالنكاح الفاسد، وكذا الوطء بشبهة.٤ - اللمس بينهما بشهوة.- ٥ - النظر إلى فرج المرأه بشهوة، ولا يثبت بالنظر إلى سائر الأعضاء، أو الشعر ولو بشهوة.- ٦ - وتثبت الحرمة بالزنا، أو اللمس، أو النظر بشهوة بدون نكاح، والمراد بالشهوة هو، يشتهي بقلبه، ويعرف ذلك بإقراره، وقيل: يصحب ذلك تحرك الآلة وانتشارها ـــــ الحنابلة - قالوا: إن الوطء الحرام كالوطء الحلال كلاهما تثبت به حرمة المصاهرة، فمن زنى بامرأة حرمت على أبويه، وحرمت عليه أمها وبناتها، ولو وطئ أم امرأته حرمت عليه ابنتها، ووجب

(جاری ہے)۔۔

مفارقتا، وكذلك لو وطئ بنت زوجته حرمت عليه أمها (وهي زوجته) وقالوا: بحرمة نكاح الرجل ابنته من الزنا مثل الحنفية.

(٥/١٠١، كتاب الحدود، التحريم بالمصاهرة، ط: مكتبة الصفا)

المبسوط للسرخسي میں ہے:

فنقول كما ثبتت حرمة المصاهرة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل عن شهوة عندنا سواء كان في الملك أو في غير الملك،..... ولكنا نستدل بآثار الصحابة – رضي الله عنهم –، فقد روي عن ابن عمر – رضي الله عنه – أنه قال: إذا جامع الرجل المرأة أو قبلها بشهوة أو لمسها بشهوة أو نظر إلى فرجها بشهوة حرمت على أبيه وابنه وحرمت عليه أمها وابنتها. وعن مسروق – رحمه الله تعالى – قال: بيعوا جاريتي هذه أما إني لم أصب منها ما يحرمها على ولدي من المس والقبلة، ولأن المس والتقبيل سبب يتوصل به إلى الوطء فإنه من دواعيه ومقدماته فيقام مقامه في إثبات الحرمة كما أن النكاح الذي هو سبب الوطء شرعا يقام مقامه في إثبات الحرمة إلا فيما استثناه الشرع وهي الربيبة، وهذا لأن الحرمة تنبني على الاحتياط فيقام السبب الداعي فيه مقام الوطء احتياطا، وإن لم يثبت به سائر الأحكام كما تقام شبهة البعضية بسبب الرضاع مقام حقيقة البعضية في إثبات الحرمة دون سائر الأحكام، ولو نظر إلى فرجها بشهوة تثبت به الحرمة عندنا استحسانا، وفي القياس لا تثبت، وهو قول ابن أبي ليلى والشافعي – رحمهما الله تعالى – لأن النظر كالتفكر؛ إذ هو غير متصل بها. ألا ترى أنه لا يفسد به الصوم، وإن اتصل به الإنزال، ولأن النظر لو كان موجبا للحرمة لاستوى فيه النظر إلى الفرج وغيره كالمس عن شهوة، ولكنا تركنا القياس بحديث أم هانئ – رضي الله تعالى عنها – أن النبي – صلى الله عليه وسلم – قال: «من نظر إلى فرج امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها» وعن عمر – رضي الله تعالى عنه – أنه جرد جارية، ثم نظر إليها، ثم استوهبها منه بعض بنيه، فقال: أما إنها لا تحل لك، وفي الحديث «ملعون من نظر إلى فرج امرأة وابنتها»، ثم النظر إلى الفرج بشهوة نوع استمتاع؛ لأن النظر إلى المحل إما لجمال المحل أو للاستمتاع، وليس في ذلك الموضع جمال ليكون النظر لمعنى الجمال فعرفنا أنه نوع استمتاع كالمس بخلاف النظر إلى سائر الأعضاء، ولأن النظر إلى الفرج لا يحل إلا في الملك بمنزلة المس عن شهوة بخلاف النظر إلى سائر الأعضاء، ثم معنى الشهوة المعتبرة في المس والنظر أن تنتشر به الآلة أو يزداد انتشارها، فأما مجرد الاشتهاء بالقلب غير معتبر. ألا ترى أن هذا القدر يكون من الشيخ الكبير الذي لا شهوة له، والنظر إلى الفرج الذي تتعلق به الحرمة هو النظر إلى الفرج الداخل

(جاری ہے)۔۔

دون الخارج، وإنما يكون ذلك إذا كانت متكئة أما إذا كانت قاعدة مستوية أو قائمة لا تثبت الحرمة بالنظر،

(المبسوط للسرخسي(۴/ ۲۰۴) کتاب النکاح، ط: دار المعرفہ، بیروت)

البحر الرائق میں ہے:

(قوله والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة) وقال الشافعي الزنا لا يوجب حرمة المصاهرة؛ لأنها نعمة فلا تنال بالمحظور، ولنا: أن الوطء سبب الجزئية بواسطة الولد حتى يضاف إلى كل واحد منهما كملا فيصير أصولها وفروعها كأصوله وفروعه، وكذلك على العكس والاستمتاع بالجزء حرام إلا في موضع الضرورة وهي الموطوءة والوطء محرم من حيث إنه سبب الولد لا من حيث إنه زنا واللمس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط كذا في الهداية و لم يستدل بقوله تعالى {ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم} [النساء: ۲۲] كما فعل الشارحون لما قدمنا أنه لا يصلح الاستدلال به، أراد بالزنا الوطء الحرام، وإنما قيد به؛ لأنه محل الخلاف، أما لو وطئ المنكوحة نكاحا فاسدا أو المشتراة فاسدا أو الجارية المشتركة أو المكاتبة أو المظاهرة منها أو الأمة المجوسية أو زوجته الحائض أو النفساء أو كان محرما أو صائما فإنه يثبت حرمة المصاهرة اتفاقا وبه علم أن الاعتبار لعين الوطء لا لكونه حلالا أو حراما وليفيد أنه لا بد أن تكون المرأة حية؛ لأنه لو وطئ الميتة فإنه لا تثبت حرمة المصاهرة كما في الخانية

(۳/ ۱۰۵، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط: دار الکتاب الاسلامی)

فتاوی شامی میں ہے:

(و) حرم المصاهرة (بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته) وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح (وإن لم توطأ) الزوجة

(قوله: الصحيح) احتراز عن النكاح الفاسد، فإنه لا يوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة؛ لأن الإضافة لا تثبت إلا بالعقد الصحيح بحر

(۳/ ۳۰، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط: سعید)

وفیہ ایضا:

(و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) أراد بالزنا في الوطء الحرام (و) أصل (ممسوسته بشهوة) ولو لشعر على الرأس بحائل لا يمنع الحرارة

(جاری ہے)۔۔

(وأصل ماسته وناظرة إلى ذكره والمنظور إلى فرجها) المدور (الداخل) ولو نظره من زجاج أو ماء هي فيه (وفروعهن) مطلقا والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آلته أو زيادته به يفتى وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته وفي الجوهرة: لا يشترط في النظر لفرج تحريك آلته به يفتى هذا إذا لم ينزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة به يفتي ابن كمال وغيره.

(قوله: بشهوة) أي ولو من أحدهما كما سيأتي (قوله: ولو لشعر على الرأس) خرج به المسترسل، وظاهر ما في الخانية ترجيح أن مس الشعر غير محرم وجزم في المحيط بخلافه ورجحه في البحر، وفصل في الخلاصة فخص التحريم بما على الرأس دون المسترسل وجزم به في الجوهرة وجعله في النهر محمل القولين وهو ظاهر فلذا جزم به في الشارح (قوله: بحائل لا يمنع الحرارة) أي ولو بحائل إلخ، فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة، كذا في أكثر الكتب، ------ (قوله: وأصل ماسته) أي بشهوة قال في الفتح: وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه، ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك. اهـ. (قوله: وناظرة) أي بشهوة (قوله: والمنظور إلى فرجها) قيد بالفرج؛ لأن ظاهر الذخيرة وغيرها أنهم اتفقوا على أن النظر بشهوة إلى سائر أعضائها لا عبرة به ما عدا الفرج، وحينئذ فإطلاق الكنز في محل التقييد بحر. (قوله: المدور الداخل) اختاره في الهداية وصححه في المحيط والذخيرة: وفي الخانية وعليه الفتوى وفي الفتح، وهو ظاهر الرواية لأن هذا حكم تعلق بالفرج، والداخل فرج من كل وجه، والخارج فرج من وجه والاحتراز عن الخارج متعذر، فسقط اعتباره، ولا يتحقق ذلك إلا إذا كانت متكئة بحر فلو كانت قائمة أو جالسة غير مستندة لا تثبت الحرمة إسماعيل وقيل: تثبت بالنظر إلى منابت الشعر وقيل إلى الشق وصححه في الخلاصة بحر (قوله: أو ماء هي فيه) احتراز عما إذا كانت فوق الماء فرآه من الماء كما يأتي (قوله: وفروعهن) بالرفع عطفا على أصل مزنيته، وفيه تغليب المؤنث على الذكر بالنسبة إلى قوله وناظرة إلى ذكره (قوله: مطلقا) يرجع إلى الأصول والفروع أي، وإن علون، وإن سفلن ط (قوله: والعبرة إلخ) قال في الفتح: وقوله: بشهوة في موضع الحال، فيفيد اشتراط الشهوة حال المس، فلو مس بغير شهوة، ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه. اهـ.وكذلك في النظر كما في البحر، فلو اشتهى بعدما غض بصره لا تحرم.قلت: ويشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها لما في الفيض لو نظر إلى فرج بنته بلا شهوة فتمنى جارية مثلها فوقعت له الشهوة على

(جاری ہے)--

البنت تثبت الحرمة، وإن وقعت على من تمناها فلا. (قوله: وحدها فيهما) أي حد الشهوة في المس والنظر ح (قوله: أو زيادته) أي زيادة التحرك إن كان موجودا قبلهما (قوله: به يفتى) وقيل حدها أن يشتهي بقلبه إن لم يكن مشتهيا أو يزداد إن كان مشتهيا، ولا يشترط تحرك الآلة وصححه في المحيط والتحفة وفي غاية البيان وعليه الاعتماد والمذهب الأول بحر قال في الفتح: وفرع عليه ما لو انتشر وطلب امرأة فأولج بين فخذي بنتها خطأ لا تحرم أمها ما لم يزدد الانتشار (قوله: وفي امرأة ونحو شيخ إلخ) قال في الفتح: ثم هذا الحد في حق الشاب أما الشيخ والعنين فحدهما تحرك قلبه أو زيادته إن كان متحركا لا مجرد ميلان النفس، فإنه يوجد فيمن لا شهوة له أصلا كالشيخ الفاني، ثم قال و لم يحدوا الحد المحرم منها أي من المرأة وأقله تحرك القلب على وجه يشوش الخاطر قال ط: و لم أر حكم الخنثى المشكل في الشهوة، ومقتضى معاملته بالأضر أن يجري عليه حكم المرأة. (قوله: وفي الجوهرة إلخ) كذا في النهر وعلى هذا ينبغي أن يكون مس الفرج كذلك بل أولى؛ لأن تأثير المس فوق تأثير النظر بدليل إيجابه حرمة المصاهرة في غير الفرج إذا كان بشهوة بخلاف النظر ح. قلت: ويمكن أن يكون ما في الجوهرة مفرعا على القول الآخر في حد الشهوة فلا يكون للنظر احترازا عن مس الفرج ولا عن مس غيره تأمل. (قوله: فلا حرمة) لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء هداية. قال في العناية: ومعنى قولهم إنه لا يوجب الحرمة بالإنزال أن الحرمة عند ابتداء المس بشهوة موقوفا إلى أن يتبين بالإنزال، فإن أنزل لم تثبت، وإلا ثبت لا أنها تثبت بالمس ثم بالإنزال تسقط؛ لأن حرمة المصاهرة إذا ثبتت لا تسقط أبدا.

(۳/۳۲،کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط:سعید)

وفیہ ایضا:

(لا) تحرم (المنظور إلى فرجها الداخل) إذا رآه (من مرآة أو ماء) لأن المرئي مثاله (بالانعكاس) لا هو (هذا إذا كانت حية مشتهاة) ولو ماضيا (أما غيرها) يعني الميتة وصغيرة لم تشته (فلا) تثبت الحرمة بها أصلا كوطء دبر مطلقا

(۳/۳۴،کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط:سعید)

وفیہ ایضا:

فتحصل من هذا: أنه لا بد في كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثى تسع وللذكر اثنا عشر؛ لأن ذلك أقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به في باب بلوغ الغلام.

دار الافتاء جامعة العلوم الإسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

(جاری ہے)

وهذا يوافق ما مر من أن العلة هي الوطء الذي يكون سببا للولد أو المس الذي يكون سببا لهذا الوطء، ولا يخفى أن غير المراهق منهما لا يتأتى منه الولد.

(۳/۳۵، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط:سعید)

تبیین الحقائق میں ہے:

والشهوة تعتبر عند المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة، وحد الشهوة أن تنتشر آلته أو تزداد انتشارا إن كانت منتشرة حتى قيل إن من انتشرت آلته وطلب امرأته وأولجها بين فخذي ابنتها لا تحرم عليه أمها ما لم تزدد انتشارا ووجود الشهوة من أحدهما يكفي

(۲/۱۰۷، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط:المطبعۃ الکبری الامیریۃ، قاہرۃ)

مجمع الأنہر میں ہے:

فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه وما ذكر في حد الشهوة من أن الصحيح أن تنتشر الآلة، أو تزداد انتشارا كما في الهداية وغيرها. وفي الخلاصة وبه يفتى فكان هو المذهب وكثير من المشايخ لم يشترطوا سوى أن يميل إليها بالقلب ويشتهي أن يعانقها.------ (من أحد الجانبين) ، وفي المضمرات أن شهوة أحدهما كافية إذا كان الآخر محل الشهوة فلا يشترط أن يكونا بالغين.(و) كذا يوجبها (نظره إلى فرجها الداخل) وهو المدور وعليه الفتوى كما في أكثر المعتبرات ولو من زجاج، أو ماء هي فيه بخلاف النظر إلى عكسه في المرآة والماء وقيل إلى الخارج وهو الطويل وقيل إلى العانة وهي منابت الشعر وقيل إلى الشق. وفي النظم وعليه الفتوى هذا كله إذا كانت متكئة وأما إذا كانت قاعدة مستوية أو قائمة فلم تثبت الحرمة على الصحيح (و) كذا يوجبها (نظرها إلى ذكره بشهوة) متعلق بالنظر.

(۱/۳۲۷، کتاب النکاح، باب المحرمات، ط:دار احیاء التراث العربی)

فتاوی شامی میں ہے:

وتكفي الشهوة من أحدهما،

(قوله: وتكفي الشهوة من إحداهما) هذا إنما يظهر في المس أما في النظر فتعتبر الشهوة من الناظر، سواء وجدت من الآخر أم لا. اهـ. ط وهكذا بحث الخير الرملي أخذا من ذكرهم ذلك في بحث المس فقط قال: والفرق اشتراكهما في لذة المس كالمشتركين في لذة الجماع بخلاف النظر

(۳/۳۱، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ط:سعید)

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراتشی
پاکستان

(جاری ہے)--

فتاوی عالمگیری میں ہے:

وإذا نظر الرجل فرج ابنته بغير شهوة فتمنى أن يكون له جارية مثلها فوقعت منه شهوة مع وقوع بصره قالوا إن كانت الشهوة وقعت على ابنته حرمت عليه امرأته وإن كانت الشهوة وقعت على التي تمناها لا تحرم؛ لأن نظره في هذه الصورة إلى فرج ابنته لم يكن عن شهوة، كذا في فتاوى قاضي خان والذخيرة. ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامدا أو ناسيا أو مكرها أو مخطئا، كذا في فتح القدير. أو نائما هكذا في معراج الدراية.

(۱/۲۷۴، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی المحرمات الصهرية، ط: رشیدیہ)

جواہر الفقہ میں ہے:

والثالث : ان لا يكون على وجه التتبع الرخص فانه لا يجوز للعامي اجماعا كما صرح به ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص اجماعا،(شرح تحرير، ج:۳، ص۳۵) قلت هذا رأي المتقدمين من مشائخنا الحنفية حيث لم يشترطوا الضرورة الشديدة والاضطرار بل اكتفوا علي اشتراط عدم تتبع الرخص، ولنا في زماننا فهو زمان اتباع الهوى واعجاب كل ذي رأي برأيه والتلاعب بالدين فتتبع الرخص متعين ومتيقن باعتبار الغالب الاكثر فلا يجوز الا بشرط الضرورة الشديدة وعموم البلوى والاضطرار

(۱/۱۶۶، اتمام الخیر فی الافتاء بمذهب الغیر، مکتبہ دار العلوم کراچی، اشاعت اول: جمادی الاولیٰ، ۱۳۹۵ھ)

— فقط واللہ اعلم —

کتبہ:

محمد حمزہ منصور

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۷ / جمادی الثانی /۱۴۳۹ھ — ۲۴ / فروری / ۲۰۱۸ء

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراتشی د باکستان

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ مفتی دار الافتاء